# پُرفتن دَور میں صحیح طرزِ عمل

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

**عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا **قَالَ شَبَّکَ النَّبِیُّ** ﷺ **اَصَابِعَهٗ وَقَالَ : ((كَيْفَ اَنْتَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اِذَا بَقِيْتَ حُثَالَةٌ قَدْ مَرِجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَاَمَانَاتُهُمْ وَاخْتَلَفُوْا فَصَارُوْا هٰكَذَا)) ، قَالَ : فَكَيْفَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : ((تَاْخُذُ مَا تَعْرِفُ وَتَدَعُ مَا تُنْكِرُ وَتُقْبِلُ عَلٰى خَاصَّتِكَ وَتَدَعُهُمْ وَعَوَامَهُمْ ))** (معارف الحدیث' جلد ہشتم' بحوالہ صحیح البخاری)

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیں اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے عبداللہ بن عمرو! تمہارا اُس وقت کیا حال اور کیا رویہ ہوگا جب صرف ناکارہ لوگ باقی رہ جائیں گے؟ ان کے معاہدات اور معاملات میں دغا فریب ہوگا اور ان میں (سخت) اختلاف (اور ٹکراؤ) ہوگا اور وہ باہم اس طرح گتھ جائیں گے (جیسے میرے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے گتھی ہوئی ہیں)'' عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ پھر مجھے کیسا ہونا چاہیے یارسول اللہ؟ (یعنی اس فسادِ عام کے زمانہ میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس بات اور جس عمل کو تم اچھا اور معروف جانو اس کو اختیار کرو اور جس کو منکر اور برا سمجھو اس کو چھوڑ دو اور اپنی پوری توجہ خاص اپنی ذات پر رکھو (اور اپنی فکر کرو) اور ان ناکارہ و بے صلاحیت اور آپس میں لڑنے بھڑنے والوں سے اور ان کے عوام سے تعرض نہ کرو۔''

رسول اللہ ﷺ کا یہ طریق تعلیم تھا کہ آپؐ سوالیہ انداز میں بات کرتے' پھر مخاطب کے متوجہ ہونے پر وضاحت فرماتے۔ اس حدیث میں آپؐ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے پوچھتے ہیں کہ جب ناکارہ' بدکردار اور آپس میں لڑنے بھڑنے والے لوگ باقی رہ جائیں گے تو اُس وقت تمہارا کیا رویہ ہوگا؟ گویا آپؐ آنے والے بُرے وقت کی خبر دے

رہے ہیں جب لوگوں کی اکثریت رذائل اخلاق میں مبتلا ہو جائے گی' آپس کے عہد و پیمان کی اہمیت ختم ہو جائے گی' لوگ مکر و فریب کے دھندے اختیار کرلیں گے' ہر کوئی دوسرے کو دھوکہ دے کر اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کرے گا' لوگوں کے درمیان نفرتیں' کدورتیں' بدخواہیاں اور دشمنیاں عام ہو جائیں گی' فضائل اخلاق جنسِ نایاب کی صورت اختیار کرلیں گے اور لوگوں میں آپس کے لڑائی جھگڑے باقی رہ جائیں گے' لوگ آپس میں متصادم ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر بتایا کہ لوگ اس طرح گتھم گتھا ہو جائیں گے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے پوچھا کہ حضور اُس وقت مجھے کیسا ہونا چاہیے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس صورت میں جس عمل کو تم اچھا سمجھو اسے اختیار کرو اور برے کاموں سے کنارہ کش رہو اور اپنی پوری توجہ اپنی ذات پر رکھو' یعنی اپنی فکر کرو اور چھوڑ و ان ناکارہ' بے صلاحیت' بے وقعت اور بے کار لوگوں کو جو اپنی بداعمالیوں میں مگن اور فکر فردا سے غافل لڑائی جھگڑے میں مصروف اور گناہ کی زندگی اختیار کیے ہوئے ہوں۔ ایسے لوگوں کے ذہن سے معروف اور منکر کا فرق ختم ہو جائے گا اور وہ خواہش نفس کی پیروی میں عہد معاہدوں کی پابندی اور امانت کی اہمیت سے بے بہرہ ہوں گے۔ لڑائی جھگڑا اُن کا معمول بن چکا ہوگا۔

جب ماحول اس حد تک خراب ہو جائے تو عافیت اسی بات میں ہے کہ آدمی اپنا محاسبہ کرتا رہے' معروف کو اختیار کرے اور منکر سے بچتا رہے۔ جہاں تک استطاعت ہو لوگوں کو برائی سے بچنے کی' عہد و پیمان کی پابندی کرنے کی اور امانت میں خیانت نہ کرنے کی نصیحت کرتا رہے۔ مگر جب سمجھ لے کہ ان لوگوں کا بگاڑ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اصلاح کا کوئی طریقہ بھی کارگر نظر نہیں آتا تو اُن سے کنارہ کش ہو جائے اور اپنا جائزہ لیتا رہے کہ ماحول کی آلودگی اس کے دامن عفت و عصمت اور پارسائی کو داغ دار نہ کردے۔ آخرت کی جواب دہی کے احساس کو اپنے نفس میں اُجاگر رکھے اور اپنے اعمال کے بارے میں باخبر اور چوکنا رہے' تاکہ کوئی عمل ایسا نہ صادر ہونے پائے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہو اور کل قیامت کے دن وہ عمل عذاب کا موجب بن جائے۔ سورۃ الحشر میں ہے: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ (آیت ۱۸) ''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو (یعنی اللہ کی نافرمانی کے کاموں سے بچتے رہو) اور ہر شخص دھیان رکھے کہ وہ کل کے لیے کیا آگے بھیج رہا ہے''۔

فساد اور بے راہ روی کے دور میں برائیوں سے دُور رہنا ہی بڑی بات ہے' کیونکہ ماحول کے اثر سے متاثر نہ ہونا بڑا مشکل کام ہے۔ اس دور میں کنج عافیت کی تلاش ہی بہتر ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قریب ہے کہ ایسا زمانہ آئے کہ ایک مسلمان کا اچھا مال بکریوں کا ایک گلّہ ہو جن کو لے کر وہ پہاڑیوں کی چوٹیوں اور بارش والی وادیوں کو تلاش کرے تا کہ وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے راہِ فرار اختیار کر سکے''۔ (صحیح البخاری) اس حدیث میں بھی اس بُرے ماحول کی خبر دی گئی ہے جس میں اپنے کردار و عمل کو فسق و فجور سے بچانا اس کے سوا ممکن نہ رہے کہ آدمی اپنے گلّے کی بکریوں کو لے کر آبادی سے دُور نکل جائے' جہاں گھاس پات پر اس کی بکریوں کا گزارہ ہو اور وہ خود مختصر سی دُنیوی معیشت پر قناعت کر کے زندگی گزارے اور فتنوں سے محفوظ رہے۔ ایسے ہی وقت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: ''لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ صبر و استقامت کے ساتھ دین پر قائم رہنے والا بندہ اُس وقت اس آدمی کی مانند ہوگا جو ہاتھ میں جلتا ہوا انگارہ تھام لے''۔ (ترمذی)

اس طرح کی صورت حال میں کہ جب برائی کا دَور دَورہ ہو' جرائم عام ہو جائیں' امانت میں خیانت اور وعدہ خلافی لوگوں کا معمول بن جائے' اچھے لوگوں کی زندگی ماہیٔ بے آب کی طرح ہو جائے تو زمانے کے چلن سے اعراض کرتے ہوئے ساری توجہ اپنی ذات پر مرکوز کر لینے کی ضرورت ہے کہ لوگ جو مرضی کرتے رہیں لیکن میں خود معروف کا عامل اور منکر سے نفور رہوں۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْؕ﴾ (المائدۃ:۱۰۵)

''اے اہل ایمان! تم پر صرف تمہاری ذمہ داری ہے۔ جب تم ہدایت پر ہو تو جو گمراہ ہوا وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا''۔

جب گمراہ اور فسق و فجور سے لتھڑے ہوئے لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کوئی اثر قبول کرنے کو تیار نہ ہوں تو اس وقت ان کی فکر چھوڑ کر پوری توجہ اپنی ذات پر دینی چاہیے تا کہ اپنا دامن ہر قسم کی برائی سے پاک رہے۔ OO

**میثاق' حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے انٹرنیٹ ایڈیشن**
تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ **www.tanzeem.org** پر ملاحظہ کیجئے۔